www.KitaboSunnat.com

ترجمان القرآن

پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ

حافظ اسرائیل فاروقی

آیت نمبر ۸۴

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٨٤﴾

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں کشت و خون نہ کرنا اور اپنے آپ کو اپنے وطن سے نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار بھی کر لیا اور تم اِس پر گواہ ہو۔

آیت نمبر ۸۵

ثُمَّ أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٨٥﴾

پھر تم وہی ہو کہ اپنوں کو قتل بھی کر دیتے ہو اور اپنے میں سے بعض لوگوں پر گناہ اور ظلم سے چڑھائی کر کے انہیں وطن سے نکال بھی دیتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آئیں تو بدلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے کر ان کو چھڑا بھی لیتے ہو حالانکہ انکا نکال دینا ہی تم پر حرام تھا۔ یہ کیا بات ہے کہ تم (اللہ کی) کتاب کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کئے دیتے ہو۔ پس جو تم میں سے ایسی حرکت کریں انکی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان کے لئے ذلت و رسوائی ہو' اور قیامت کے دن سخت ترین عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں اور جو کام تم کرتے ہو' اللہ ان سے غافل نہیں۔

یہودیوں کی ریشہ دوانیاں

ابن کثیر رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت ان یہودیوں کے بارے میں ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں تھے' اوس اور خزرج سے لڑتے تھے۔ یہ دونوں قبیلے زمانہ جاہلیت میں بت پرست تھے اور باہم برسرپیکار رہتے تھے۔ مدینے میں یہودیوں کے تین قبیلے ۱۔ بنی قینقاع ۲۔ بنی نضیر ۳۔ بنی قریظہ آباد تھے۔

بنی قینقاع اور بنی نضیر' خزرج کے حلیف تھے اور بنی قریظہ "اوس" کے طرفدار تھے۔ جب لڑائی ہوتی تو ہر قبیلہ اپنے حلیف کے ساتھ دشمن سے لڑائی کرتا۔ یہودی اپنے دشمن یہودی کو مقابلے میں قتل کر دیتا جب کہ ان کی شریعت کے مطابق یہودی کا یہودی کو قتل کرنا حرام تھا لیکن وہ اپنے ہم مذہبوں کو قتل کرتے' مال لوٹ لیتے اور پھر قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑاتے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ "تم تورات کے بعض حصوں کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو" حالانکہ تمہارا عہد تو یہ تھا کہ نہ ہی کسی کو قتل کریں گے' نہ کسی کو گھر سے نکالیں گے اور نہ کسی کے خلاف جنگ کریں گے جیسے قرآن میں ہے:

فَتُوبُوْا إِلَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ

(البقرہ:۵۴)

"تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کرو اور اپنے آپکو ہلاک کر ڈالو تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے" ان کے لئے یہ سزا اس لئے تجویز کی گئی کیونکہ افرادِ ملت ایک جسم کی مانند ہوتے ہیں اور ان کا باہمی کشت و خون بہت بڑے فساد کی ابتدا ہوا کرتا ہے۔ جس طرح رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "اہل ایمان کی مثال پیار محبت' دوستی اور باہم رحم کرنے میں ایک جسم کی مانند ہے۔ جب ایک عضو بیمار ہو تو سارا بدن بخار اور بیداری میں مبتلا ہو جاتا ہے"۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر ۸۶

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۸۶﴾

"یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔ سو نہ تو ان سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو (اور طرح کی) مدد ملے گی"

ان آیات میں یہود کی مذمت ہے کہ جس توراۃ کو صحیح مانتے ہیں اسی کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے نہ ان کی توراۃ اور نہ ان کی نقل پر کچھ اعتماد ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک' آپکی بعثت' مکے سے نکلنا اور ہجرت وغیرہ سے متعلق جو کچھ توراۃ میں پہلے لکھا ہوا تھا وہ سب توراۃ سے انہوں نے غائب کر دیا۔ آپ ﷺ سے پہلے جو پیغمبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی اطلاع دے گئے تھے یہودیوں نے اسے بھی چھپالیا۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ اس کی سزا دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں سخت ترین عذاب کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے؟

"فتح البیان" میں ہے کہ دنیا میں رسوائی یوں ہوئی کہ قتل ہوئے' قیدی بنے' ذلیل و خوار ہوئے۔ جزیہ دینا پڑا' وطن سے نکالے گئے' بنی قریظہ قتل ہوئے' قید کئے گئے اور بنو نضیر شام کی سرزمین "اریحا" اور "اذرعات" کی طرف ہجرت پر مجبور کئے گئے۔ آخرت کا عذاب الگ ہے۔ گویا دونوں جہانوں کی ذلت و خواری انکا مقدر ٹھہری

آیت نمبر ۸۷

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۗ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿۸۷﴾

"اور ہم نے حضرت موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور پھر ان کے پیچھے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) سے ان کو مدد دی' تو جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئے جس کو تمہارا جی نہیں چاہتا تو تم سرکش ہو جاتے ہو۔ ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے"۔

کتاب سے مراد یہاں توراۃ ہے جس میں تحریف کی' اس کے احکامات کی خلاف ورزی کی۔ حضرت موسیٰ کے بعد کئی انبیاء حضرت موسیٰ ہی کی شریعت کے بارے میں حکم دیتے رہے جیسے قرآن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے۔

﴿ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَّحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ﴾ (سورہ مائدہ: ۴۴)

"بے شک ہم نے توراۃ نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے اس کے مطابق انبیاء (جو) (اللہ کے) فرمانبردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے اور مشائخ اور علماء بھی .... کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کے نگہبان مقرر کئے گئے تھے اور اس پر گواہ تھے"۔

سدی نے کہا "کفینا" کے معنی ہیں "ابتغا" بعض نے کہا "ردفنا"...جب کہ دونوں کا مطلب ایک ہے۔ جیسے فرمایا "ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا" (مومنون: ۴۴) پھر ہم پیہم اور مسلسل اپنے پیغمبر بھیجتے رہے۔

بنی اسرائیل کے انبیاء کا اختتام حضرت عیسیٰ پر ہوا۔ان کے بعض احکام توراۃ کے خلاف بھی تھے۔ اس لئے اللہ نے حضرت عیسیٰ کو معجزات دیئے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مردے کو زندہ کرتے' مٹی سے پرندہ بناتے' اسمیں پھونک مار کر زندہ کردیتے' بیمار کو تندرست کرتے اور روح القدس ان کی مدد میں رہتے۔ یہ سب شان و شوکت اس لئے تھی کہ بنی اسرائیل انکو سچا جانیں۔ لیکن بنی اسرائیل توراۃ کے بعض احکام کی مخالفت کی وجہ سے ان کے دشمن بن گئے۔ حضرت عیسیٰ کو جھٹلانے لگے۔ حضرت عیسیٰ کے بارے میں قرآن میں یوں ہے:

"اور میں اس لئے بھی آیا ہوں کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں انکو تمہارے لئے حلال کردوں اور میں تمہارے پروردگار کی طرف سے معجزہ لے کر آیا ہوں"۔

غرضیکہ بنی اسرائیل کا سلوک انبیاء کے ساتھ بہت برا تھا۔ یہودیوں کی یہ خصلت اُمتِ مسلمہ میں بھی بڑھ رہی ہے۔ اس لئے کہ آج مسلمانوں میں بھی جو آدمی اہل بدعت و رائے سے یہ کہتا ہے کہ تم قرآن و حدیث پر چلو تو کچھ لوگ اس کی عزت و آبرو کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ الغرض یہ کہ رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان سچ ثابت ہو رہا ہے کہ تم یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلو گے۔

(ف)

صحابہ و تابعین کی ایک جماعت نے فرمایا کہ روح القدس سے مراد جبرائیل ہیں۔ اس لئے کہ قرآن میں ہے:

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے (یعنی اس نے) تمہارے دل پر القاء کیا ہے) تاکہ تم (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو"۔

بخاری شریف میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللھم اید حسانَ بروح القدس" (اے اللہ! جرائیل کے ذریعے حسانؓ رضی اللہ کی مدد فرما) بعض روایات میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا:

اِهْجِهِمْ اَوْ هَاجِهِمْ وَ جِبْرَائِيْلُ مَعَكَ

"ان کو ہجو کہو یا ان کی ہجو کا جواب دو، جرائیل تمہارے ساتھ ہیں"۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

شہر بن حوشب نے کہا کچھ یہودیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "ہمیں روح کا حال بتایئے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اللہ کی اور اللہ کے ایام کی قسم ہے بنی اسرائیل میں سے تم جانتے ہو کہ روح سے مراد "جرائیل" ہیں۔ یہودیوں نے اس بات کو تسلیم کیا۔ صحیح ابن حبان میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے:

اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ اَنَّهُ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ

ترجمہ: بے شک جرائیل علیہ السلام نے میرے اندر یہ بات ڈال دی کہ کوئی نفس اپنا رزق مکمل کئے بغیر فوت نہیں ہوگا پس تم اللہ سے ڈرو اور تلاشِ رزق کا اچھا یعنی حلال طریقہ اختیار کرو۔

ابن جریر رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہی قول راجح ہے۔ اس کے علاوہ اور اور بھی بہت سے اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا روح القدس وہ اسم اعظم ہے جس کے ذریعے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ کسی نے کہا کہ روح فرشتوں کا محافظ ہے۔ ربیع بن انس نے کہا "قدس" سے مراد اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ مجاہد و حسن رحمۃ اللہ نے فرمایا: قدس اللہ پاک ہے اور روح جرائیل علیہ السلام ہیں

صدائے شہپر جرائیل عشق ہر ساعت
زجنبش دل پر اضطراب مے شنوم

سدیؒ نے کہا "قدس" برکت کے معنی میں ہے..... ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پاکیزگی کے معنی میں ہے۔ کسی نے کہا روح "انجیل" ہے جس طرح قرآن بھی "روح" ہے۔ مثلاً اللہ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا:

وکذ لک اوحینا الیک روحا من امرنا (شوریٰ:۵۲)

"اور اس طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا ہے"۔ لیکن ان جملہ اقوال میں سب سے پہلا قول ہی صحیح ہے۔ اس لئے کہ

"**اذ ایدک بروح القدس**" (المائدہ:۱۱۰)

وہ وقت یاد کیجئے کہ جب ہم نے روح القدس سے آپکی مدد کی) فرماکر اللہ عزوجل نے بعد میں "انجیل" وغیرہ کا ذکر کیا۔ پس اگر روح سے مراد انجیل ہوگی تو قرآن میں بے فائدہ تکرار لازم آئے گی۔ زمخشری نے کہا: قدس روح کی صفت ہے یعنی روحِ مقدسہ.... گویا خود نفسِ مطہرہ سے عیسیٰ مراد ہیں۔ مگر درست' پکی بات وہی ہے جس کا ذکر سب سے پہلا ہوا۔

(ف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پیغمبروں کا لگاتار آنا بطور بیعت (اتباع) تھا نہ کہ بطریقِ استقلال (مستقل)... حضرت عیسیٰ کے دور تک متواتر انبیاء علیہ السلام آتے رہے۔ شریعت ایک ہی تھی سب انبیاء تورات کی طرف بلاتے تھے' جیسے شموئل' الیاس' مشائیل' الیسع' یونس' زکریا' یحییٰ' شعیا' حزقیل' داؤد' سلیمان' ارمیا اور عیسیٰ۔ اللہ نے ان انبیاء علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کی اُمت سے چن لیا تھا اور ان سب سے یہ اقرار لیا گیا کہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفات اور امتِ رسول اکرم ﷺ کی صفات اپنی امتوں کو پہنچاؤ۔ حضرت عیسیٰ کو جو معجزات دیئے گئے' انکا ذکر سورہ آلِ عمران اور سورہ المائدہ میں ہے۔ حضرت عیسیٰ کا نام سریانی زبان میں حزقیل' ایشوع ہے۔ مریم کے معنی "خدمت گذار" کے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے گھر بیتُ المقدس کی خادمہ تھیں۔ عبرانی زبان میں مریم کے معنی وہ عورت جو کسی مرد سے لگاؤ نہ کرے۔ سیوطی رحمۃ اللہ نے تحبیر میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ سے لے کر حضرت عیسیٰ تک ایک ہزار نو سو پچیس برس گذرے تھے۔

آیت نمبر ۸۸

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾

"اور کہتے ہیں ہمارے دل پردے میں ہیں.. (نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے۔ پس یہ تھوڑے ہیں جو ایمان لاتے ہیں"۔

یہودی اپنی توراۃ میں کہتے تھے۔ ہمارے دلوں پر پردہ ہے یعنی اپنے دین کے علاوہ کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے دین کی بات ہم پر اثر نہیں کرتی۔ اللہ نے فرمایا جب حق بات اثر نہ کرے تو یہ لعنت کا نشان ہے۔ ابن عباس رحمتہ اللہ نے "غلاف" سے مراد "کچھ نہ سمجھنا" لیا ہے یا دلوں پر مہر لگنا بتایا ہے۔ سُدی رحمتہ اللہ نے کہا "پردہ پڑ گیا" کے معنی قرآن کی اس آیت کے مانند ہے۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَیْهِ (حٰم السجدہ)

"اور کہنے لگے جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں"۔

اسی کو ابنِ جریر رحمتہ اللہ نے راجح بتایا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: "دل چار طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں ایک "اغلف" ہے، جس پر اللہ کا غضب ہو۔ یہ کافر کا دل ہوتا ہے"۔ حسن بصری نے فرمایا: یہ دل خیر سے دور اور طہارت سے عاری ہوتا ہے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہودیوں نے کہا ہمارے دل بھرے ہیں محمد ﷺ کے علم سے اور وہ اس علم کے محتاج نہیں۔ اس قول کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی، جسے سورۂ النساء میں فرمایا:

﴿ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (سورہ نساء:۱۵۵)

ترجمہ: "اور یہ کہنے کے سبب کہ "ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں" اللہ نے ان کو مردود کر دیا۔ بس ان کے دلوں پر اللہ نے ان کے کفر کے سبب پردے ڈال دیئے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو اب یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں"۔

یعنی ایمان لانے والے تھوڑے ہیں۔ کافر و منکر بہت زیادہ ہیں، یا انکا ایمان تھوڑا ہے۔ حضرت موسیٰ آخرت، ثواب اور عذاب کے بارے میں جو بتاتے تھے اس کو تو یہ یہودی مانتے ہیں لیکن جو محمد ﷺ لائے ہیں اس کو نہیں مانتے۔ لہٰذا جو رسول اللہ ﷺ کی شریعت کا انکار کرے حضرت موسیٰ پر ایمان لانا انہیں کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ بعض نے کہا "قلیل" سے مراد کچھ بھی ایمان نہیں لاتے۔ یعنی سب کے سب ہی منکر ہو رہے ہیں، جیسے عربی محاورہ ہے:

مَنْ زَنٰی بِاَرْضٍ قَلَّمَا تَنْبُتُ یَعْنِیْ لَا تَنْبُتُ شَیْئًا

"یعنی جس جگہ پر حرام کاری ہوتی ہے وہاں کسی طرح کی پیداوار نہیں ہوتی"

آیت نمبر ۸۹

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس کتاب (قرآن) آئی جو انکی کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ اور وہ پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب وہ ان کے پاس آ پہنچی تو وہ اس کے منکر ہو گئے پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہو"

یہود جب کافروں کا غلبہ دیکھتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزماں جلد پیدا ہوں۔ جب وہ آئے تو خود ہی انکے منکر ہو بیٹھے۔ کتاب سے یہاں مراد "قرآن مجید" ہے یہ قرآن توراۃ کو سچ بتاتا ہے۔ محمد بن اسحٰق رحمتہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ یہ آیت انصار اور ان یہود کے بارے میں اتری ہے وہ یہود جو انصار کے ہمسایہ تھے۔ انصار کہتے ہیں ہم مدت تک زمانہ جاہلیت میں یہود پر غالب رہے۔ ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب! وہ کہا کرتے تھے عنقریب ایک نبی آنے والا ہے ہم اس کے ہمراہ ملکر تمہیں عاد اور ارم کی طرح قتل کریں گے۔ جب اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو قریش سے ظاہر کیا اور ہم نے انکی پیروی اختیار کی تو یہودی منکر ہو گئے۔ اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ پہچاننے کے باوجود کفر اختیار کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب یہودیوں نے دیکھا کہ یہ پیغمبر یہود میں سے نہیں آئے تو انہوں نے حسد کیا ورنہ بقولِ ابو العالیہ یوں کہا کرتے تھے "اے اللہ! اس نبی کو بھیج جسے ہم اپنے ہاں (توراۃ میں) لکھا ہوا پاتے ہیں تاکہ ہم اس کے ساتھ ملکر مشرکین کو عذاب دیں اور قتل کریں۔

(ف)

اس آیت سے یہ نتیجہ نکلا کہ حق کو پہچان کر نہ ماننا لعنت کا موجب ہوتا ہے یہ بڑے خوف کا مقام ہے، جس کو لوگوں نے ہلکا سمجھ لیا ہے۔ قرآن و حدیث کی اتباع فرض ہے۔ اس فرضیت کو سارے مسلمانوں نے اس دن سے پہچان رکھا ہے جس دن سے قرآن اترا اور سنت میسر آئی مگر اکثر لوگ اس حق پر نہیں چلتے۔ جاہل لوگ دین میں تقلید کو واجب مانتے ہیں۔ رائے اور قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ یہ بھی یہودیت کا ایک شعبہ ہے جو امت کے بعض افراد نے اپنا لیا ہے۔ کیونکہ اصل تقلید یہود سے ہی نکلی ہے۔ جس طرح قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۹۰

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ
اللَّهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ
فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس چیز کے بدلے انہوں نے اپنے آپکو بیچ ڈالا وہ بہت بری ہے۔ یعنی اس جلن سے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی مہربانی سے نازل فرماتا ہے۔ یہود اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب سے کفر کرنے لگے۔ تو وہ اس کے غضب بالائے غضب میں مبتلا ہو گئے اور کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

مجاہد رحمتہ اللہ نے فرمایا: یہود نے حق کے بدلے میں باطل خریدا اور رسول اکرم ﷺ کی صفت کو چھپایا۔ سدی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کا انکار کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی تصدیق و نصرت سے بیگانہ رہے اور یہ سب کچھ اس حسد اور بغض کی وجہ سے کیا کہ اللہ کا کلام ان پر کیوں نازل ہوا؟ اس سے بڑھ کر اور کیا حسد ہو گا؟

ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا: اللہ کا غضب ایک اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے تورات کو ضائع کیا اور دوسرا غضب اس لئے ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کو ماننے سے انہوں نے انکار کیا۔ ابو العالیہ رحمتہ اللہ نے فرمایا پہلا غضب یہ ہے کہ انجیل و عیسیٰ کو نہ مانا۔ دوسرا یہ کہ قرآن اور محمد ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ یہی قول عکرمہ اور قتادہ رحمہم اللہ کا بھی ہے۔ سدی رحمتہ اللہ نے فرمایا: پہلا غضب بچھڑے کے پوجنے پر تھا اور دوسرا غضب انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ذلت .. عذاب اس لئے مقرر ہوا کہ اس کا سبب کفر' حسد اور بغض تھا جبکہ بغاوت اور حسد کا منشا دراصل تکبر ہوتا ہے اس لئے تکبر کے مقابلے پر ان کے لئے اہانت یا رسوائی اور ذلت دار بننے کا عذاب تجویز ہوا جیسے اللہ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ

(مومن:٦٠)

"جو لوگ میری عبادت سے ازراہِ تکبر کتراتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے"۔

امام احمد رحمتہ اللہ نے "عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ" سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ متکبر لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی مانند اٹھائے جائیں گے ہر طرح کی ذلت و خواری ان پر مسلط ہو گی اور یہاں تک کہ جہنم میں بولس نامی قید خانے میں داخل ہوں گے۔ سب سے بڑی آگ ان پر سوار ہو گی اور دوزخیوں کا نچوڑ انکو پلایا جائے گا۔

آیت نمبر۹۱ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ءَامِنُوا بِمَا أَنزَلَ ٱللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَآءَهُۥ وَهُوَ ٱلْحَقُّ مُصَدِّقًا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَاءَ اللَّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب اللہ نے آپ پر نازل کی ہے اس پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں ہم تو اسی کتاب پر ایمان لائے ہیں جو پہلے ہم پر نازل ہو چکی ہے اور اس کتاب کا علاوہ ہر دوسری کتاب کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی آسمانی کتاب سراسر سچی ہے اور اپنے بعد والی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ پس اے نبی ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم صاحب ایمان ہوتے تو اس سے پہلے اللہ کے پیغمبروں کو کیوں قتل کیا کرتے تھے"۔

خطاب یہود و نصاریٰ سے ہے کیونکہ یہ کہتے تھے کہ ہمیں صرف توراۃ و انجیل پر ایمان لانا کافی ہے ہم قرآن کو نہیں مانتے حالانکہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن تورات اور انجیل کی تصدیق کرتا ہے۔ سو جب قرآن انکا مصدق ٹھہرا تو ان پر حجت قائم ہوگئی۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا:

﴿ الَّذِينَ آتَيْنَٰهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ﴾

(سورہ بقرہ:۱۴۶)

"جن لوگوں کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی، وہ ان پیغمبروں کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے تھے"۔

پھر اللہ نے انکو چیلنج دیا کہ اگر تمہارا یہ دعویٰ (کہ تم تورات و انجیل پر ایمان رکھتے ہو) سچا ہوتا تو تم انبیاء علیہ السلام کو کیوں قتل کرتے؟ آخر وہ بھی تو یہی کہتے تھے کہ تورات سچی کتاب ہے اور تمہیں ان پیغمبروں کی سچائی بھی معلوم ہو گئی۔ پس کیا تمہارا انبیاء کو قتل کرنا بغاوت، عناد اور تکبر نہ تھا؟ معلوم یہ ہوا کہ تم صرف اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہو۔ جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴾

(سورہ بقرہ:۸۷)

"تو جب بھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی بات لے کر آئے جس کو تمہارا جی نہیں چاہتا تو تم سرکش ہو جاتے تھے۔ ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے"۔

سدی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے اس آیت میں انہیں قتل انبیاء پر عار دلائی ہے۔ "فتح البیان" میں ہے کہ یہ خطاب اگرچہ بظاہر حاضرین کو ہے مگر مراد انکے اسلاف ہیں۔ کیونکہ جب انکے فعل پر راضی ہوئے تو گویا ان کی طرح ہی ہوئے معلوم ہوا کہ معصیت پر راضی ہونے والا معصیت کرنے والے کے مصداق ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر ۹۲

وَلَقَدْ جَآءَكُم مُّوسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ ثُمَّ ٱتَّخَذْتُمُ ٱلْعِجْلَ مِنۢ بَعْدِهِۦ وَأَنتُمْ ظَٰلِمُونَ ﴿٩٢﴾

"اور جب موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کھلے معجزات لے کر آئے تو تم ان کے (کوہِ طور پر جانے کے) بعد بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے اور تم اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہو"۔

"بینات" سے ایسے واضح دلائل اور قاطع براہین مراد ہیں جو رسول اکرم ﷺ کو اللہ کا رسول ثابت کرتی ہیں اور اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ ان نشانیوں میں طوفان' ٹڈی دَل' مینڈک' خون کا برسنا' حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء' مَن و سلویٰ' بادل کا سایہ کرنا' سمندر کا پھٹ جانا اور پتھر سے بارہ چشموں کا جاری ہونا وغیرہ تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور پر گئے اور یہود نے بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسَى مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلاً جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ ﴾
(اعراف:۱۴۸)

"اور قوم موسیٰ نے حضرت موسیٰ کے بعد اپنے زیور کا ایک بچھڑا بنا لیا۔ وہ ایک جسم تھا جس میں سے بیل کی آواز نکلتی تھی"۔

آیت نمبر ۹۳

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَٰقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ ٱلطُّورَ خُذُوا۟ مَآ ءَاتَيْنَٰكُم بِقُوَّةٍ وَٱسْمَعُوا۟ ۖ قَالُوا۟ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا۟ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۚ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُم بِهِۦٓ إِيمَٰنُكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٩٣﴾

"اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم سے پکا عہد لیا اور کوہ طور کو تمہارے اوپر بلند کیا اور حکم دیا کہ جو کتاب ہم نے تمہیں دی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑو گے اور (جو تمہیں حکم ہوتا ہے) سنو گے تو وہ (جو تمہارے بڑے تھے) کہنے لگے کہ ہم نے سن تو لیا لیکن مانتے نہیں اور انکے کفر کے سبب بچھڑا ان کے دلوں میں رچ گیا تھا۔ اے پیغمبر ﷺ آپ ان سے کہہ دیجئے اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تمہیں بہت بری بات کی طرف بلاتا ہے"۔

اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے (دیکھئے آیت نمبر ۶۳) اللہ ان کی خطاؤں کو گن گن کر جتلاتا ہے۔ حدیث ابو درداء رضی اللہ عنہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا اور بہرہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردیتی ہے۔ (رواہ احمد)

سدی رحمتہ اللہ نے فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو لے کر ذبح کیا اس کو ریتی سے رگڑ کر اسکے برادے کو دریا میں پھینک دیا۔ اس دن جو کچھ دریا میں بہتا تھا کچھ نہ کچھ حصہ اس بچھڑے کا جاملا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کا پانی پیو۔ چنانچہ سب نے پانی پیا اور جس کے دل میں بچھڑے کی محبت تھی' اس کی مونچھوں پر سونے کا اثر ظاہر ہوا۔ یہ مطلب ہے اس آیت کا کہ وہ اپنے دلوں میں اس کی محبت پلائے گئے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے وہ پانی پیا اور وہ بچھڑے سے محبت کرتا تھا اس کا چہرہ سونے کی مانند زرد ہو گیا۔ سعید بن جبیر نے کہا ان کے چہرے زعفران کی مانند ہو گئے۔ قرطبی نے قشیری" سے نقل کیا کہ بچھڑے کی عبادت کرنے والے جس آدمی نے وہ پانی پیا وہ دیوانہ ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ یہاں حقیقی معنی مقصود نہیں ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے لب و رخسار پر اثر ظاہر ہوا حالانکہ یہاں مذکور یہ امر ہے کہ ان کے دل میں اس کی محبت گھس گئی تھی۔ تب اللہ نے فرمایا کہ باوجود اس شرک اور اعمالِ قبیحہ کے تم ایمان کے مدعی کیسے بنتے ہو؟ یعنی در حقیقت تم مومن نہیں ہو اس لئے کہ ایمان اس طرح بچھڑے کی پوجا کا حکم نہیں دیتا اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کا حکم دیتا ہے۔

آیت نمبر ۹۴' ۹۵' ۹۶

قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ ٱلدَّارُ ٱلْـَٔاخِرَةُ عِندَ ٱللَّهِ خَالِصَةً مِّن
دُونِ ٱلنَّاسِ فَتَمَنَّوُا۟ ٱلْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَـٰدِقِينَ ﴿٩٤﴾
وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌۢ بِٱلظَّـٰلِمِينَ
﴿٩٥﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ ٱلنَّاسِ عَلَىٰ حَيَوٰةٍ وَمِنَ ٱلَّذِينَ
أَشْرَكُوا۟ ۚ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِۦ
مِنَ ٱلْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ ۗ وَٱللَّهُ بَصِيرٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہہ دیجئے کہ اگر آخرت کا گھر دوسرے لوگوں (مسلمانوں) کے لئے نہیں اور اللہ کے نزدیک تمہارے لئے ہی مخصوص ہے تو تم اگر (تم اپنی اس بات میں) سچے ہو تو موت کی آرزو کرو۔ لیکن ان اعمال کی وجہ سے جو انکے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں' یہ کبھی موت کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرزو نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ بلکہ اے نبی ﷺ! آپ ان کو دوسرے لوگوں کی نسبت زندگی کے کہیں زیادہ حریص پائیں گے یہاں تک کہ مشرکوں سے بھی زیادہ۔ ان میں سے ہر ایک کی یہی خواہش ہے کہ کاش اوہ ہزار برس زندہ رہے مگر اتنی لمبی عمر اس کو مل بھی جائے تو اسے عذاب سے تو نہیں چھڑا سکتی اور جو کام یہ کرتے ہیں اللہ انکو دیکھ رہا ہے"۔

تشریح

یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہ جائے گا' ہمیں ہرگز عذاب نہ ہوگا' اللہ نے فرمایا: "اگر تم یقیناً جنتی ہو تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو؟" ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ انہیں کہیں کہ موت کی دعا کرو۔ انہوں نے یہ بات نہ مانی (اس لئے کہ جھوٹے تھے) اگر ایک دن بھی وہ دعا کرتے تو کوئی یہودی روئے زمین پر باقی نہ رہتا"۔ ابن جریرؒ نے مرفوعا روایت کیا ہے کہ اگر یہودی موت کی آرزو کرتے تو سب مر جاتے اور اپنی جگہ دوزخ میں دیکھ لیتے اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ سے مباہلہ کرنے نکلے تھے تو انکے اہل و عیال اور مال میں سے کچھ نہ بچتا۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا: کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہی بہتر ہے۔ یہ آیت سورہ جمعہ میں اس طرح آئی ہے:

قُلْ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ☆ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ☆ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ☆

(الجمعہ: ۶' ۷' ۸)

"اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجئے کہ اے یہود اگر تم کو یہ دعویٰ ہو کہ تم ہی اللہ کے دوست ہو اور دوسرے لوگ نہیں تو اگر تم سچے ہو تو ذرا موت کی آرزو تو کرو اور یہ ان اعمال کے سبب (جو وہ کر چکے ہیں) ہرگز اس کی آرزو نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم گریز کرتے ہو وہ تو تمہارے سامنے آکر رہے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے' پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ اللہ تمہیں سب کچھ بتائے گا۔"

غرضیکہ جب ان لعنتیوں (یہود و نصاریٰ) نے یہ گمان کیا کہ وہ اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور جب یہ کہا کہ کوئی شخص یہودی یا عیسائی بنے بغیر جنت میں نہیں جائے گا تو انہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مباہلہ کی دعوت دی گئی اور جھوٹے فریق کے خلاف بددعا کرنے کے لئے بلایا گیا تو وہ بھاگ نکلے اور
سب نے جان لیا کہ وہی ظالم ہیں کیونکہ اگر انہیں اپنے سچے ہونے پر یقین تھا تو انہوں نے پیش
قدمی کیوں نہ کی اور جب انہوں نے مقابلے کی دعوت قبول نہ کی تو معلوم ہوا کہ وہ جھوٹے اور دغا
باز ہیں۔ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ یہ ویسی ہی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجران کے وفد کو جو
عیسائی تھے جب مباہلے کے لئے بلایا' تو مباہلے کی آیت قرآن میں اتری۔ وفد کے ارکان نے آپس
میں کہا کہ اگر تم نے اس نبی ﷺ سے مباہلہ کیا تو تم میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ ناچار
جزیہ دینے پر صلح کرلی۔ اس سے ملتی جلتی وہ آیت بھی ہے جس میں مشرکین مکہ کو خطاب کیا گیا:

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا (مریم:۷۵)

"کہہ دو کہ جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہے' اللہ اس کو آہستہ آہستہ مہلت دیئے جاتا ہے'
یعنی ہم میں اور تم میں سے جو کوئی گمراہ ہوگا اللہ اس کی گمراہی کو زیادہ کرے گا"۔ ابن قیمؒ نے مسئلہ
صفاتِ الٰہی میں منکرینِ صفات سے مباہلہ کرنا چاہا مگر وہ تیار نہ ہوئے۔ اسی طرح ایک اور اہلِ علم
جماعت نے اہل بدعت و ضلالت سے مباہلہ کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ اہلِ باطل و ضلال کو ہمیشہ
شکست دیتا ہے۔ کوئی مباہلے پر راضی نہ ہوا۔

یہ مباہلہ ہر زمانے میں قیامت تک مخالفینِ حق اور ناصرینِ باطل کے خلاف ہوسکتا ہے۔
رسولِ اکرم ﷺ کے زمانہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا۔ بعض نے کہا کہ وہ معاملہ مباہلہ نہ تھا۔ ابنِ
جریر بھی اس طرف گئے ہیں لیکن ابن کثیرؒ نے فرمایا وہ گفتگو.. ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق
مباہلہ ہی تھا' اسی لئے یہودی و نصاریٰ میدان سے بھاگ نکلے کیونکہ ان کو اپنے کذب و افترا اور
رسولِ اکرم ﷺ کی تعریف کے چھپانے کا علم تھا اور جانتے تھے کہ مباہلہ میں جھوٹے کی تباہی
ہوتی ہے۔ اس مقام پر مباہلے کا نام "تمنیّ" اس لئے رکھا ہے کہ ہر حق پرست یہ چاہتا ہے کہ اللہ
جھوٹے مناظرہ کرنے والے کو ہلاک کردے۔ خصوصاً جب اس کے مقابل کے پاس بیانِ حق اور
ظہورِ صدق پر کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ وہ مباہلہ موت کے ساتھ تھا' اس لئے کہ ان کو جینا بہت عزیز
تھا اور جانتے تھے کہ مرنے کے بعد انجام بد ہوگا۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ وہ ہرگز ایسی تمنا نہ کریں
گے' انکو تو یہ امید ہے کہ ہزار برس جئیں گے' ایسی لمبی عمر ملے کہ عاقبت کے عذاب سے بچ جائیں
کیونکہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت کے مترادف ہے۔
انکی حرص اس معاملے میں مشرکوں سے بھی زیادہ تھی۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہاں
مشرکین سے مراد عجمی لوگ ہیں اسی طرح حاکم ثوری سے بھی یہی روایت کیا ہے اور سند کو صحیح بتایا
ہے۔ حسن بصریؒ نے فرمایا: "اَحرصُ الناس" سے مراد منافق ہیں اور وہ اہلِ شرک سے بھی زیادہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حریص تھے' ہر یہودی' ہر مجوسی یہ چاہتا ہے کہ ہزار برس زندہ رہے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ فارسی کا قول ہے

"ہزار سال بزی یا ہزار سال نو روز یا مصر جان بزی"۔

مجاہد نے فرمایا: انکو ساری عمر گناہ کرنا محبوب ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انکو یہ جینا عذاب سے نجات نہ دے گا اس لئے کہ مشرک کو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کی امید نہیں ہے وہ چاہتا ہے کہ جتنی عمر زندہ رہے وہی غنیمت ہے' یہودی جانتا ہے کہ آخرت میں سوائے خواری اور رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے لمبی زندگی پسند کرتا ہے۔ یہ وہی یہودی ہیں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دشمن تھے۔ الغرض جس طرح ابلیس کو کفر کے سبب لمبی عمر سے کچھ فائدہ نہیں اسی طرح یہ بھی لمبی زندگی سے اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

آیت نمبر ۹۷

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُۥ نَزَّلَهُۥ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ ٱللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ: "اے نبی اکرم ﷺ کہہ دیجئے جو شخص جبرائیل علیہ السلام کا دشمن ہو (اس کو غصے میں مرجانا چاہئے) کیونکہ جبرائیل نے تو یہ کتاب اللہ کے حکم سے آپ ﷺ کے دل پر نازل کی ہے' نہ کہ اپنی طرف سے' جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے"۔

آیت نمبر ۹۸

مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَىٰلَ فَإِنَّ ٱللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَٰفِرِينَ ﴿٩٨﴾

"جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے"۔

تشریح

یہود نے یہ اعتراض کیا کہ یہ کلام جبرائیل لاتا ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے۔ کئی بار ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کر گیا ہے۔ اگر اس کلام کو لانے والا کوئی اور فرشتہ ہوتا تو ہم مان لیتے' اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فرشتے جو کچھ کرتے ہیں' وہ اللہ کے حکم سے کرتے ہیں۔ جو کوئی ان سے دشمنی رکھے گا' بے شک اللہ اس کا دشمن ہوگا"۔ ابن جریر نے کہا: مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت یہودیوں کے بارے میں اتری۔ وہ جبرائیل کو اپنا دشمن اور میکائیل کو اپنا دوست خیال کرتے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ بات انہوں نے کس طرح کہی؟ بعض نے کہا کہ ان کا رسول اکرم ﷺ سے نبوت کے معاملے میں مناظرہ ہوا' اس موقعہ پر یہ گفتگو پیش آئی۔ تفسیر ابن کثیرؒ میں امام احمد اور امام ترمذی کی روایت سے اس مناظرے کی تفصیلات موجود ہیں۔

عکرمہؒ نے کہا "جبر" اور "میک"۔۔۔ "عبد" کے معنوں میں آتے ہیں اور "ئیل" کا معنی "اللہ" ہے۔ بعض نے کہا "ئیل" کے معنی "عبد" کے ہیں' باقی کلمات کے معنی "اللہ" ہیں۔ اس لئے کہ لفظ "ئیل" کسی جگہ نہیں بدلتا۔ جیسے عبداللہ' عبدالرحمٰن' عبدالملک' عبدالسلام' عبدالکافی' عبدالجلیل وغیرہ .... ان سب اسماء میں لفظ "عبد" موجود ہے' مضاف الیہ بدلا گیا ہے۔ عربی کے علاوہ باقی زبانوں میں مضاف الیہ پہلے آتا ہے' مضاف بعد میں آتا ہے' سو اسی طرح یہ نام بھی "جبرائیل"' "میکائیل"' "اسرائیل" ہیں۔ بعض نے کہا یہ گفتگو اس مناظرے میں ہوئی جو عمر بن خطاب ؓ اور یہود کے درمیان رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے ہوا تھا۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں یہ مناظرہ لکھا ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جبرائیل روح الامین ہیں' اللہ کی طرف سے ذکر حکیم لے کر آئے' اللہ کے پیامبر فرشتوں میں سے ایک پیامبر ہیں' جس نے اللہ کے کسی ایک پیامبر کو دشمن ٹھہرایا گویا اس نے سارے رسولوں سے دشمنی کی' جس طرح ایک رسولؑ پر ایمان لانے سے سب رسولوں پر ایمان لانا لازم آتا ہے' اسی طرح ایک رسول کے انکار سے سب رسولوں کے انکار ہو جاتا ہے۔ جس طرح اللہ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ☆ (النساء:۱۵۰)

ترجمہ: جو لوگ اللہ سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے' تو در حقیقت یہ لوگ ایمان اور کفر کے درمیان میں سے ایک راہ نکالنا چاہتے ہیں"۔

اس آیت میں اللہ نے بعض پر ایمان لانے اور بعض سے انکار کرنے پر خالص کفر کا حکم لگایا ہے۔ اسی طرح جبرائیل کا دشمن۔۔ اللہ کا دشمن ہے' اس لئے کہ فرشتے اپنی طرف سے کچھ نہیں لاتے اور نہ ہی اپنی طرف سے وحی لے کر آتے ہیں بلکہ صرف اللہ کے حکم سے اترتے ہیں اور اس کا کلام لاتے ہیں' فرمایا: وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ (مریم:۶۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرشتوں نے پیغمبر کو جواب دیا کہ "ہم تمہارے پروردگار کے حکم کے سوا نہیں اتر سکتے"۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ☆ (الشعراء:۱۹۴)

ترجمہ: "اور یہ قرآن اللہ.. پروردگارِ عالم ..کا اتارا ہوا ہے۔ اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے۔ (یعنی اس نے) تمہارے دل پر القا کیا ہے تاکہ لوگوں کی نصیحت کرتے رہو"

بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ:

"مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ"

"جس نے میرے کسی دوست کو دشمن جانا وہ میرے خلاف لڑائی کے لئے نکلا"۔

قرآن مجید سب کتابوں کی تصدیق کرتا ہے' سرتاپا باعثِ ہدایت ہے' خاص طور پر مومنین کے لئے باعثِ بشارت ہے اور جنت کی نوید دیتا ہے۔ فرمایا:

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ (حم السجدۃ:۴۴)

ترجمہ: "کہہ دو کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لئے (یہ) ہدایت اور شفاء ہے"۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (بنی اسرائیل:۸۲)

"اور ہم قرآن کے (ذریعے سے) وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لئے باعثِ شفاء اور رحمت ہے"۔ لفظ "رسل" فرشتوں اور انسانوں دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے: اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الحج:۷۵)

اللہ فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے منتخب کر لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

جبرائیل اور میکائیل کا علیحدہ ذکر صرف اس لئے کیا کہ انہیں کی مدد مقصود تھی۔ جبرائیل انبیاء کی طرف اللہ کے سفیر اور وکیل ہیں' میکائیل کو اس لئے شامل کیا کہ یہود انکو اپنا دوست کہتے تھے' لہٰذا اللہ نے یہ بات واضح کر دی کہ ایک دشمنی بعینہ دوسرے کی دشمنی ہے بلکہ خود اللہ کی دشمنی کے مترادف ہے۔ میکائیل بھی بعض اوقات پیغمبروں کے پاس آتے رہے ہیں۔ شروع شروع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے لیکن جبرائیل کا آنا جانا اس لئے زیادہ ہوتا ہے کہ وحی لانا انکی ڈیوٹی ہے۔ میکائیل بارش اور پیداوار پر موکل ہیں۔ جس طرح اسرافیل قیامت کے دن صور پھونکنے کے لئے متعین ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب آپ تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...كُمَا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

بعض سلف نے لکھا ہے کہ جبرائیل کا نام فرشتوں میں اللہ کا "خادم" ہے۔ سلیمان دارانی نے کہا کہ یہ حدیث مجھے سارے مجموعے سے زیادہ پسند آئی۔ علی بن حسین نے کہا کہ جس نام میں "ئیل" ہے اس نام کا مرجع اللہ ہے۔ اس آیت میں جبرائیل علیہ السلام کی قدر و منزلت اور رفعتِ شان کی دلیل ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہود کی دشمنی ان سے بلاوجہ تھی' کیونکہ ان سے تو سوائے محبت کے اور کوئی کام نہیں ہوا۔ انکا آنا اللہ کے حکم سے ہوا' اپنی مرضی سے وہ یہ کلام نہیں لائے۔ "علی قلبک" میں دل کا ذکر اس لئے کہا کہ دل جگہ ہے عقل و علم کی' خزانہ ہے حافظے کا اور گھر ہے رب کی معرفت کا۔ کرمانی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ اس آیت میں "ملائکہ" کو "رسل" پر مقدم فرمایا' جس طرح اللہ کو سب سے پہلے ذکر فرمایا جس کی وجہ یہ ہے کہ پیغمبروں کی دعوت کتابوں کے اترنے کے سبب تھی اور کتابیں فرشتوں کے ذریعے نازل ہوئی ہیں اور فرشتوں کا آنا جانا اللہ کے حکم سے ہے' اس لئے یہ ترتیب اختیار فرمائی۔

آیت نمبر ۱۰۳' ۱۰۲' ۱۰۱' ۱۰۰' ۹۹

وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ
إِلَيْكَ ءَايَٰتٍۭ بَيِّنَٰتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ إِلَّا ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿٩٩﴾
أَوَكُلَّمَا عَٰهَدُوا۟ عَهْدًا نَّبَذَهُۥ فَرِيقٌ مِّنْهُم ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ
لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ
كِتَٰبَ ٱللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾
وَٱتَّبَعُوا۟ مَا تَتْلُوا۟ ٱلشَّيَٰطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَٰنَ ۖ وَمَا كَفَرَ
سُلَيْمَٰنُ وَلَٰكِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ كَفَرُوا۟ يُعَلِّمُونَ ٱلنَّاسَ
ٱلسِّحْرَ وَمَآ أُنزِلَ عَلَى ٱلْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَٰرُوتَ وَمَٰرُوتَ ۚ
وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ
فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِۦ بَيْنَ ٱلْمَرْءِ وَزَوْجِهِۦ ۚ
وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِۦ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ
مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا۟ لَمَنِ ٱشْتَرَىٰهُ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے پاس واضح آیات ارسال کیں اور ان سے انکار وہی کرتے ہیں جو بدکردار ہیں۔

ان لوگوں نے جب بھی اللہ سے پختہ عہد کیا' تو ان میں سے ایک فریق نے اس کو پورا نہ کیا' حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثر بے ایمان ہیں۔ اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے پیغمبر (آخر الزماں) آئے اور وہ انکی کتاب کی تصدیق بھی کرتے ہیں تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا گویا وہ اس کتاب کو جانتے ہی نہیں۔

اور ان (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو حضرت سلیمان کے عہدِ سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور حضرت سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور ان باتوں کے پیچھے لگ گئے تھے جو شہر "بابل" میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتری تھیں اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے' جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو باعثِ آزمائش ہیں اور تم کفر میں نہ پڑو' غرض لوگ ان سے ایسا (جادو) سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں اور اللہ کے حکم کے سوا وہ اس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے تھے اور کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہو گا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بہت بری تھی کاش وہ اس بات کو جانتے۔

اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ کے ہاں سے انہیں بہت اچھا صلہ ملتا۔

اے کاش! کہ وہ اس حقیقت سے باخبر ہوتے۔

تشریح

یہود نے اپنے دین و کتاب کا علم چھوڑ دیا اور جادو کے اعمال کی تلاش میں کھو گئے۔ واضح رہے جادو لوگوں میں دو طرف سے آیا ہے' ایک حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں کہ آدمی اور شیطان ملے جلے رہتے تھے' لہٰذا ان شیطانوں سے سیکھا' لیکن یہود اس جادو کی حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف نسبت کرتے تھے' یہود کا خیال تھا کہ حضرت سلیمان جو انسانوں اور جنوں پر حکومت کرتے تھے تو دراصل وہ جادو کے ذریعے تھی' پس اللہ نے واضح کر دیا کہ جادو کفر کا کام ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کام نہیں ہے۔ لیکن انکے عہد میں شیطانوں نے لوگوں کو سکھایا ہے۔

دوسرا ہاروت اور ماروت کی طرف سے جو دو فرشتے تھے' بابل میں انسانوں کی صورت میں رہتے تھے' جادو کو علم جانتے تھے جو ان سے جادو سیکھنے جاتا وہ انہیں سمجھاتے کہ اس سے ایمان جاتا رہے گا' اس کے باوجود اگر کوئی اصرار کرتا تو وہ جادو سکھا دیتے کیونکہ اللہ کو انسانوں کی آزمائش مقصود تھی' پس اللہ نے فرمایا کہ جادو ایسے علوم کا آخرت میں کچھ فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔ دنیا میں بھی جادو باعثِ ضرر ہے۔ جادو میں بھی اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کی بجائے اگر وہ دین اور کتاب کا علم سیکھتے تو اللہ کے ہاں بہترین آجر پاتے۔

ابنِ جریر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ واضح آیات ہیں جن میں یہود کے ان مخفی علوم کا ذکر ہے جن کو سوائے علمائے یہود کے کوئی نہ جانتا تھا۔ انہوں نے ان آیتوں کو تحریف کر ڈالا۔ اللہ نے قرآن میں اسے ظاہر کر دیا۔ سو اللہ نے جسے فطرتِ سلیم عطاء کی ہے وہ جانتا ہے کہ یہ باتیں جو رسول اکرم ﷺ لائے ہیں سب سچی ہیں کیونکہ رسول اکرم ﷺ یہودیوں کے نزدیک اُمّی تھے۔ مگر جو بات ان کی کتاب سے کہتے تھے ٹھیک کہتے تھے' جب یہود کو یہ بات یاد دلائی گئی کہ تم سے میری مدد اور مجھ پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا ہے' تو جواب میں جھوٹ بولتے اور کہتے واللہ ہم سے اس بابت کوئی عہد نہیں لیا گیا۔ ان کی اسی عادت کی بنیاد پر.. کہ آج عہد کیا اور کل توڑ دیا.. جس پیغمبر کی صفت انکی اپنی کتاب میں درج تھی اس کی تکذیب بھی انہوں نے کر دی۔ جیسے اللہ نے فرمایا

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ: "وہ لوگ جو محمد ﷺ کی (جو نبی آمی ہیں) پیروی کرتے ہیں' جن کے اوصاف کو وہ اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔"

اس جگہ یہ فرمایا کہ انہوں نے اللہ کی کتاب یعنی توراۃ کو ایسا الگ کر دیا کہ گویا اسے جانتے پہچانتے بھی نہیں۔ اس کے بدلے جادو کرنا اختیار کیا۔ چنانچہ لبید بن عاصم (یہودی ملعون) نے رسولِ اکرم ﷺ پر جادو کیا تھا۔ اللہ نے آپکو ﷺ آگاہ کر دیا' شفاء بخشی' یہ واقعہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مفصل آیا ہے۔ سُدی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ جب رسول اکرم ﷺ تشریف لائے تو یہود نے توراۃ سے انکا مقابلہ کیا' توراۃ کو قرآن کے موافق پایا ناچار اسے چھوڑ کر "آصف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کتاب" اور ہاروت اور ماروت کے جادو کو لے آئے۔ وہ کتاب اور جادو قرآن کے موافق نہ تھے' اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کچھ نہیں جانتے بڑے بھولے بنتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت جاتی رہی تو جن اور انس میں سے کچھ لوگ مرتد ہو کر شہوات کے تابع ہو گئے۔

جب اللہ نے سلطنت دوبارہ عطاء کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کی کتابیں اور جادو کا سارا سلسلہ ختم کر کے اپنی کرسی کے نیچے گاڑھ دیا۔ جب کچھ دیر بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہوا تو بعض جن وانس نے ان کتابوں کو نکال کر کہا کہ یہ وہ کتاب ہے جو اللہ کی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام پر اتری تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے ہم سے چھپایا تھا پھر اسے اپنا دین ٹھہرایا اور جو شہوات شیطانوں نے شروع کی تھیں' جیسے باجہ' کھیل' تماشا' اسکو بطورِ دین اختیار کیا۔ آصف حضرت سلیمان کا کاتب تھا' اسمِ اعظم جانتا تھا۔ ہر چیز کا حکم حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان سے لکھتا پڑھتا تھا' پھر اسکو حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے نیچے دفن کر دیتا۔ جب آپ فوت ہو گئے تو شیطانوں نے اس کتاب کو نکال کر اسی میں جادو اور کفر کا اضافہ کیا اور لوگوں سے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی پر عمل کرتے تھے۔ جاہل لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کو گالیاں دینے لگے اور بعض نے انہیں کافر کہا' علماء خاموش تھے اس لئے اللہ نے فرمایا کہ سلیمان کفر سے بَری ہیں' حقیقت میں کافر وہی شیطان تھے۔

دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جب حضرت سلیمان بیت الخلاء جاتے یا کسی بیوی کے پاس رہتے تو اپنی انگوٹھی "جرادة" نامی بیوی کے حوالے کر جاتے' جب اللہ نے چاہا کہ انکی آزمائش کرے' تو ایک دن جب وہ اپنی انگوٹھی جرادة کو دے کر گئے ہی تھے کہ شیطان انکی صورت بن کر آیا اور جرادة سے انگوٹھی لے کر پہن لی۔ سارے شیاطین جن وانس اس جن کے تابع ہو گئے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے آکر انگوٹھی مانگی تو جرادة نے کہا تو سلیمان نہیں ہے' انہوں نے سمجھ لیا کہ میں آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہوں۔ انہی ایام میں شیاطین نے جادو اور کفر لکھ لکھا کر انکی کرسی کے نیچے گاڑھ دیا' پھر انکی وفات کے بعد نکال کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ سلیمان علیہ السلام انہیں کتابوں کے سبب (جن میں جادو' منتر ہے) سب پر غالب تھے۔

لوگوں نے سلیمان علیہ السلام کو کافر کہا۔ بیزاری کا اظہار کیا' ان کتابوں کو یہود نے حاصل کیا تھا یہاں تک کہ اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن اسحٰق نے کہا شیطانوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کو جاننے کے بعد طرح طرح کے جادو' ٹونے' ٹوٹکے لکھ ڈالے کہ جو کوئی ایسا کرنا چاہے تو وہ یوں کرے اور ویسا کرنا چاہئے تو وہ کرے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی مانند مہر لگائی اور شروع میں لکھایا کہ:

"هٰذَا مَا كَتَبَ آصِفُ بْنُ بَرْخِيَا الصِّدِّيْقُ لِلْمَلِكِ سُلَيْمٰنَ بْنَ دَاوُدَ مِنْ ذَخَائِرِ كُنُوْزِ الْعِلْمِ"

پھر اسے کرسی کے نیچے دفن کر دیا۔ اس کے بعد میں آنے والے بنی اسرائیل نے اسکو نکال کر لوگوں میں پھیلا دیا اور کہا کہ سلیمان علیہ السلام اس کی بدولت حکومت کرتے تھے۔ اس ضمن میں اور بھی بہت سے روایتیں ہیں۔

حسن بصری کہتے ہیں: جس چیز کی شیطان تلاوت کرتے تھے' اس میں ایک تہائی شعر' ایک تہائی جادو اور ایک تہائی کہانت تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ برا شعر اور بری نظم.. جادو اور کہانت کی مانند ہے' جیسے وہ اشعار جو شراب اور عشق پرستی' زناء کاری کی مدح میں ہیں۔ اور جو سماع' غناء' کفر و فسق' اعضائے معشوق کی مدح میں آئے ہیں۔ یہ جادو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے سے پہلے بھی تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ان سے پہلے تھا' انکا جادوگروں سے مقابلہ ہوا تھا۔ اسی طرح صالح علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا:

اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ

صالح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی پہلے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جادو ایک حقیقت رکھتا ہے۔ یہ بات نہیں کہ محض بے اصل ہو۔ اس بارے میں یہی آیت نص قطعی ہے۔ اگرچہ جادو کا سیکھنا سکھانا گناہ کبیرہ ہے۔

قرطبی نے کہا کہ "ما انزل" میں "ما" نافیہ ہے' یعنی نہ سلیمان علیہ السلام نے کفر کیا اور نہ فرشتوں نے جادو۔ لیکن شیاطین "بابل" میں لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔ اس صورت میں ملکین سے مراد جبرائیل و میکائیل ہوں گے۔ کیونکہ یہودی جادوگروں کو یہ زعم تھا کہ اللہ نے انھیں کے ذریعے سے سلیمان علیہ السلام پر جادو اتارا تھا اس لئے اللہ نے انکی تکذیب فرمائی کہ نہ یہ دونوں فرشتے جادو لائے نہ سلیمان علیہ السلام نے کفر کیا بلکہ یہ جادو تو شیاطین کا کام ہے۔ بعض نے کہا ملکین سے مراد داؤد و سلیمان علیہ السلام ہیں۔

مگر ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ نے نہ صرف "ما" کے نافیہ ہونے کا انکار کیا بلکہ "ما" کو معنی "الذی" ٹھہرایا ہے اور ملکین سے ہاروت و ماروت مراد لیا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے انکو زمین پر اتارا' انھیں جادو کی تعلیم کی اجازت دی۔ بندوں کا امتحان لینا منظور تھا یہ فرشتے اس تعلیم کے لئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے حکم کے تابع تھے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں ابن جریر کا یہ مسلک نہایت غریب ہے۔ اس سے زیادہ غریب بات یہ ہے کہ ہاروت اور ماروت جنوں کے دو قبیلے تھے' جسے ابن حزم رحمتہ اللہ علیہ نے اختیار کیا۔ اکثر سلف کا مسلک یہ ہے کہ یہ دونوں فرشتے آسمان سے زمین پر آئے تھے۔ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو فرشتوں نے کہا اے رب تو زمین پر مفسد اور سفاک کو بھیجتا ہے حالانکہ ہم تیری تسبیح اور حمد بیان کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا جو مجھے معلوم ہے وہ تم نہیں جانتے' فرشتوں نے کہا ہم بنی آدم سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ فرمایا تم میں سے دو فرشتے آئیں میں انہیں زمین پر بھیجتا ہوں دیکھتا ہوں وہ کیا کرتے ہیں؟

کہا ہاروت اور ماروت حاضر ہیں۔ انکو زمین پر اتارا۔ زہرہ نامی ایک عورت کو ایک بہت ہی اچھی صورت میں ظاہر کیا انہوں نے اس سے زناء کرنا چاہا' اس نے کہا شرک کرو۔۔ فرشتے نہ مانے' اس نے کہا کہ اس بچے کو قتل کرو وہ پھر بھی نہ مانے تب اس نے کہا یہ شراب کا پیالہ پی لو' سو وہ دونوں پی گئے' نشے میں آکر دونوں نے اس سے زناء بھی کیا' بچے کو بھی مار ڈالا' جب ہوش میں آئے تو عورت نے کہا لو میں نے تم سے سب کام کروالئے' جو تم نہ کرنا چاہتے تھے۔ ان دونوں کو اختیار دیا گیا کہ دنیا کا عذاب لے لو یا آخرت کا۔ انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا (یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے کہ ابن کثیر رحمتہ اللہ نے معہ سارے طرق نقل کر کے اس کی سند و رفع میں بڑی گفتگو کی ہے۔

اولاً یہ لکھا ہے کہ:

ذِكْرُ الْحَدِيْثِ الْوَارِدِ فِي ذَالِكَ اِنْ صَحَّ سَنَدُهُ وَرَفْعُهُ

پھر مختلف طریقوں کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

دَارَ الْحَدِيْثُ وَرَجَعَ اِلَى نَقْلِ كَعْبِ الْاَحْبَارِ عَنْ كُتُبِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

پھر جو آثار صحابہ و تابعین اس مقدمے میں آئے ہیں ابن کثیر نے انکو بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ زہرہ اہل فارس سے ایک حسین عورت تھی' جس سے ہاروت و ماروت نے زناء کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ زہرہ کو ایک پارسی عورت کی شکل میں انکے پاس اتارا گیا وہ اس سے برائی میں مبتلا ہو گئے۔ زہرہ کو "بے دخت" کہتے ہیں' یہی قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔

ابن کثیر رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ زہرا کا ایک خوبصورت عورت کی شکل میں نازل ہونا سخت غریب ہے۔ اس سے تو وہ قول قریب تر معلوم ہوتا ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں ہوا تھا۔ اس زمانے میں ایک نہایت خوبصورت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت تھی' جس طرح ستاروں میں "زہرہ" ہے۔ یہ فرشتے شراب پی کر اس سے برائی میں مبتلا ہو گئے۔

فَهٰذَا اَقْرَبُ مَارُوِیَ فِیْ شَاْنِ الزُّهَرَةِ

قتادہ نے فرمایا: وہ ایک عورت تھی' اپنے شوہر کا جھگڑا لے کر آئی یہ اس کے حسن پر فریفتہ ہو گئے تو اس کا نام عربی میں "زہرۃ" "نبطی میں بیدخت' فارسی میں "اناہید" تھا۔ وہ اسم اعظم سیکھ کر آسمان پر اُڑ گئی اور ستارہ بن کر رہ گئی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب اس سرخ ستارے کو دیکھتے تو لعنت کرتے اور فرماتے کہ اس نے ہاروت و ماروت کو فتنے میں مبتلا کیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہاروت اور ماروت کا قصہ ایک جماعتِ تابعین سے مروی ہے' متاخرین اور موجودہ مفسرین نے بڑی لمبی چوڑی تفصیل دی ہے' لیکن سب کا مرجع اسرائیلیات ہیں۔ اس سارے قصے میں کوئی حدیث مرفوع صحیح' متصل الاسناد اور صادق و مصدوق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتی ہے۔ قرآن کے ظاہر سیاق میں اجمالی طور پر ذکر ہے اس کی شرح اور تفصیل نہیں ملتی۔ اس لئے جس قدر قرآن میں آیا ہے اس پر اللہ کے حکم کے مطابق ہم ایمان رکھتے ہیں' باقی اللہ جانے اور اس کا علم۔ تفسیر "فتح البیان" میں بھی اس ضمن میں مفسرین کے اقوال کو جمع کیا گیا ہے۔ اقوال کے ذکر کے بعد صاحبِ کتاب نے زہرۃ کا مسخ ہو کر ستارہ بن جانا' ہاروت اور ماروت کا بطورِ آزمائش کے آنا' پھر مصیبت میں گرفتار ہو جانا ثابت کیا ہے۔ پھر یہ کہا ہے کہ یہ سب آمور اللہ کی قدرت میں داخل ہیں' اس کی قدرت سے کچھ باہر نہیں ہے۔ ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سند سے ایک قصہ ایسی عورت کا لکھا ہے جو بابل سے جادو سیکھ کر ایمان کھو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تھی یہ قصہ تفسیر ابن کثیر میں موجود ہے۔ ابن کثیر رحمتہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابن جریر نے اس قصے سے یہ استدلال کیا ہے کہ جادوگر کو بڑے بڑے سرداروں کے دلوں پر قدرت ہوتی ہے مگر دوسروں نے کہا ایسا نہیں ہے۔ یہ مجرد ایک تخیل ہے جیسے قرآن میں ہے:

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ

(الاعراف:۱۱۶)

ترجمہ:- "جب انہوں نے جادو کی چیزیں ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔ اور لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپ بنا کر انہیں ڈرا دیا اور بڑا بھاری جادو دکھایا" اسی طرح

يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (طہٰ:۶۶)

ترجمہ: "ان کی رسیاں اور لاٹھیاں موسیٰ کے خیال میں ایسے آنے لگیں کہ وہ (میدان میں) انکے جادو کی وجہ سے ادھر ادھر دوڑتی ہیں"۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ بابل جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے' عراق کا بابل ہے نہ کہ بابل "دیناوند".... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے بلکہ حدیثِ مرفوع کے حوالے سے بابل کو ملعون کہا ہے۔ وہاں نماز عصر کا وقت آگیا تھا۔ انہوں نے وہاں نماز نہ پڑھی علیحدہ دور ہو کر پڑھی۔ معلوم ہوا کہ جس طرح دیار ثمود میں بغیر روتے ہوئے جانے سے منع کیا۔ اسی طرح ارض بابل میں نماز پڑھنے کو مکروہ فرمایا ہے۔ جغرافیہ والے کہتے ہیں بابل اقلیم "عراق" سے ہے۔ بحر محیط (اوقیانوس) سے اس کی دوری ستر درجے پر ہے' یہ اس کا طول بلد ہے۔ جب کہ اس کا ارض بلد وسط عرض سے جانب جنوب خط استوی کے مقابلے میں بتیس درجے ہے۔

فتح البیان میں لکھا ہے کہ بابل ایک زمین کا نام ہے' یہ شہر سواد عراق میں سے یا کوفہ کی سرزمین میں ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ بعض نے کہا جبل "دماوند" یا "نہاوند" یا "نصیبین" یا "مغرب" کا ہے۔ بابل کا نام بابل اس لئے ہوا کہ اس جگہ "تبلبل السنہ" خلائق کی زبانوں میں تفرقہ پڑ گیا تھا۔ اہل علم نے اس بات سے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ جادو کا سیکھنا کفر ہے۔ حدیث عبداللہ میں ہے کہ جو آدمی کسی جادوگر یا کاہن کے پاس آیا اور پھر اسے سچا جانا تو اس نے قرآن کے ساتھ کفر کیا' بزار نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حاکم نے بھی اس کی اسناد کو صحیح مانا ہے۔

جادو سیکھ کر عموماً جادوگر میاں بیوی میں جدائی ڈالتے ہیں' حالانکہ یہ رشتہ الفت و محبت کا ہے۔ سو یہ کام شیطانوں کا ہے۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ شیطان اپنا تخت پانی پر رکھ کر اپنا لشکر بھیجتا ہے۔ بنی آدم کو اغوا کرنے کے لئے شیطان کے قریب سب سے زیادہ مرتبے والا اور سب سے بڑا فتنہ انگیز وہ آدمی ہوتا ہے جو اسے آکر یہ بات کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو نہ چھوڑا حتیٰ کہ اس کی بیوی سے اسے جدا کر دیا۔ شیطان اسکو پاس بلا کر اپنے گلے لگاتا ہے کہتا ہے کہ تو بہت اچھا ہے۔ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دراصل میاں بیوی کے درمیان تفریق کا سبب وہ خیال ہوتا ہے جو میاں بیوی کے درمیان ایک دوسرے کی بدصورتی یا بد خلقی وغیرہ کی بابت آتا ہے۔ یا دوسرے نکاح یا کسی اور دشمنی کے سبب پیدا ہوتا ہے۔ "فتح البیان" میں ہے کہ اللہ نے تفریق کو جادوگروں کی طرف منسوب کیا ہے۔ جادو کو فرقت کا سبب جانا ہے اور یہ اس بات پر دلیل بھی ہے کہ جادو کا اثر دلوں میں حسد و بغض' جمع و فرقت اور قرب و بعد کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایک گروہ نے کہا جادوگر کو فقط اسی تفرقے پر قدرت ہوتی ہے' اس لئے کہ اللہ نے اتنا ہی فرمایا ہے۔ اگر زیادہ قدرت ہوتی تو جادو کی مذمت کے ضمن میں اسکا ضرور ذکر فرمایا ہوتا۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ جادوگر کو اس سے زیادہ قدرت ہوتی ہے۔ یہاں فقط غالب تاثیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ جادو سیکھنے میں سوائے اس کے کہ جادوگر کو نقصان ہو کوئی فائدہ نہیں۔ ابو السعود کہتے ہیں جس چیز کی آفات سے امن نہ ہو اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔ جیسے فلسفہ کا علم سیکھنا.... کہ انجام کار گمراہی ہے۔

(ف)

یہ بات کہ جادوگر اللہ کی اجازت اور حکم کے بغیر ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اس کا مطلب حسن بصری نے یہ بیان کیا ہے کہ جس پر اللہ چاہے جادو کو مسلط کر دے جس پر نہ چاہے مسلط نہ کرے۔ جادوگر کو کیا قدرت کہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کا کچھ بگاڑ سکے۔ سفیان ثوری نے کہا یعنی اللہ کے حکم سے ہی جادو اثر کرتا ہے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا: جادو تب ہی اثر کرتا ہے جب کہ اللہ کسی کو جادوگر کے ارادے کے سپرد کر دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت مجاہد اور سدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "خلاق" کے معنی نصیب اور حصہ کے ہیں۔ حسن بصری نے فرمایا "دین" ہیں۔ یعنی جادوگر بے نصیب اور بے دین ہوتا ہے۔ "ولو انھم امنوا واتقوا" کے الفاظ سے جادوگر کے کافر ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ امام احمد رحمتہ اللہ علیہ اور ایک جماعت کا یہی قول ہے۔

بعض نے کہا جادوگر کافر نہیں ہوتا، لیکن اس کی سزا اور حد یہ ہے کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔ یہ قول امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے معتزلہ سے نقل کیا ہے کہ وہ جادو کے وجود کے منکر ہیں بلکہ کبھی تو جادو کے وجود کا احترام کرنے والے کو کافر بھی کہہ دیتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک جادوگر کا ہوا میں اڑنا، آدمی کو گدھا بنا دینا، گدھے کو انسان کر دکھانا سب ممکن ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس وقت جادوگر اپنا منتر پڑھتا اور کلمات معینہ کہتا ہے کہ اللہ اس وقت اس چیز کو پیدا کر دیتا ہے جبکہ یہ بات نہیں ہے کہ اس کام میں موثر فلک یا نجوم ہوں جس طرح فلاسفہ، منجمین اور صائبین کا کہنا ہے۔ پھر اس آیت کے الفاظ "وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ" سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ جادو اللہ کے پیدا کرنے سے واقع ہوتا ہے جس طرح کہ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا۔ امام رازی نے کہا جادو کا سیکھنا کچھ بری بات نہیں ایک علم شریف ہے۔ جادو کا علم نہ ہو تو معجزہ اور جادو میں کوئی شخص کیونکر فرق کر سکتا ہے۔ لیکن ابن کثیر نے بہت اچھے طریقے سے اس قول کی تردید کی ہے۔

جس میں کچھ دلائل یہ ہیں کہ صحابہ و تابعین اور تمام ائمہ مسلمین جن کو جادو کا علم تو نہ آتا تھا لیکن وہ معجزات کو بخوبی جانتے اور پہچانتے تھے۔ پھر ابن کثیر نے ابو عبداللہ رازی سے (بحوالہ کتاب "سر مکتوم") جادو کی آٹھ قسمیں بیان کی ہیں اور ان میں کلام کیا ہے۔ اس کے بعد "کتاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاشراف علی مذاہب الاشراف" تالیف وزیر بن ھبیرۃ سے یہ روایت کی ہے کہ سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ جادو کی حقیقت ہے۔ مگر ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ جادو کو حقیقت نہیں سمجھتے جادو کا سیکھنا امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ، امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک سبب کفر ہے اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک جادو کے استعمال سے انسان لائق قتل ٹھہرتا ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک فی الفور قتل نہ کیا جائے ہاں اگر دوبارہ دوبارہ یہ کام کرے تو پھر قتل کیا جائے۔

رہی یہ بات کہ جادوگر کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ تو امام شافعی رحمتہ اللہ کے نزدیک قبول نہیں ہوگی جب کہ باقی تینوں ائمہ کے نزدیک قبول ہوتی ہے۔ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ نے وہب سے نقل کیا ہے کہ جس مرد کو عورت سے جادو کر کے کسی نے باندھ دیا ہو تو سات پتے بیری کے لے کر انہیں دو پتھروں کے درمیان کوٹ کر پانی میں ملائیں، آیۃ الکرسی پڑھ کر جادو زدہ کو تین گھونٹ اس کے پلائیں اور باقی پانی سے غسل کرا دیں۔ ان شاء اللہ جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ یہ عمل جادو کے باب میں بہت مستند ہے۔ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جادو کے دور کرنے کا سب سے زیادہ اچھا طریقہ وہ ہے جو اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر خاص اس کو دور کرنے کے لئے اتارا... یعنی معوذتین! حدیث میں آتا ہے کہ جس آدمی نے بھی ان دو سورتوں کی پناہ پکڑی اسے شفاء نصیب ہو گئی اور آیۃ الکرسی شیطان کو دور کر دیتی ہے۔

ضرورتِ رشتہ

ایک صاحبِ حیثیت ڈاکٹر کے لئے ہم پلہ ارائیں خاندان سے حسین و جمیل، باپردہ، دینی رجحان رکھنے حافظ قرآن لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

لڑکی کی تعلیم کم از کم بی۔اے ہو اور لاہور میں مقیم خاندان سے ہو۔

رابطہ برائے بالمشافہ ملاقات:

ڈاکٹر منظور احمد بٹ، رجسٹرار بچہ وارڈ... جنرل ہسپتال، لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ